13543 ـ جب کسی شخص کے گھر میں اچانك کوئی فوت ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے

سوال

جب کسی کا کوئی قریبی شخص اچانك فوت ہو جائے تو اس کے رشتہ داروں کو کیا کرنا چاہیے؟، بہت سے ان لوگوں اور ہر خاندان میں یہی سوال تکرار سے پیدا ہوتا ہے جن کے پاس اس موضوع کے متعلق شریعت مطہرہ کا علم نہیں ہوتا.

کیا آپ ہمیں دلائل کے ساتھ بتا سکتے ہیں کہ صحیح کیا ہے جو اس بارہ میں کیا جائے، حتی کہ اگر ہم میں سے بھی کوئی اس جیسے واقع سے دوچار ہو تو وہ اس میں کسی بدعت کا ارتکاب نہ کر بیٹھے، یا غلطی نہ کر لے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

جب میت کی روح پرواز کر جائے اور اس کے اقرباء اور رشتہ داروں یا اس کے پاس موجود افراد کو مندرجہ ذیل کام کرنے چاہیں:

ا ـ اس کی آنکھیں بند کریں.

ب ـ اس کے لیے دعا بھی کریں.

اس کی دلیل یہ ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ کے پاس گئے تو ان کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھیں بند کیں اور پھر فرمایا:

" جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں، تو ان کے گھر کے کچھ افراد چیخنے لگے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے لیے دعائے خیر کے علاوہ کوئی اوردعا نہ کرو، کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں.

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اے اللہ ابو سلمہ کو بخش دے، اور مہدیین میں اس کے درجات بلند فرما، اور اس کے پیچھے رہنے والوں میں تو

اس کا جانشین بن جا، اے رب العالمین ہمیں اور اسے بخش دے، اور اس کے لیے اس کی قبر کو فراخ اور وسیع کردے، اور اسے نور و روشنی سے بھر دے"

اسے مسلم اور احمد اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے.

ج ـ اسے کپڑے سے ڈھانپ دیں جو اس کا سارا جسم چھپائے.

اس کی دلیل عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث ہے کہ:

" جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو انہیں سوتی چادر سے ڈھانپا گیا "

اسے شیخان بخاری اور مسلم نے صحیحین اور بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے.

د ـ یہ تو اس کے متعلق ہے جو احرام کی حالت میں فوت نہ ہو، لیکن جو شخص احرام کی حالت میں فوت ہو اس کا سر اور چہرہ نہیں ڈھانپا جائےگا.

اس کی دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کی مندرجہ ذیل حدیث ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

" ایك شخص میدان عرفات میں وقوف کی حالت میں تھا تو وہ اچانك اپنی سواری سے گرگیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اسے پانی اور بیری سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو"

اور ایك روایت میں ہے:

" اس کے دو کپڑوں میں ہی (جن میں اس نے احرام باندھا تھا) "

اور اسے حنوط لگاؤ"

اور ایك روایت میں ہے:

" اسے خوشبو نہ لگاؤ"

اور اس کا سر] اور چہرہ نہ [ڈھانپو کیونکہ روز قیامت اسے تلبیہ کہتے ہوئے اٹھایا جائےگا"

اسے شیخین بخاری و مسلم نے صحیحین میں اور ابو نعیم رحمہ اللہ تعالی نے المستخرج اور بیہقی نے روایت کیا ہے،

اور زیادہ الفاظ بخاری میں نہیں ہیں.

ھ ۔ جب اس کی موت واضح ہو چکی ہو تو پھر اس کی کفن دفن کی تیاری جلد کرنی چاہیے.

اس کی دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی مندرجہ ذیل مرفوع حدیث ہے:

" جنازہ میں جلدی کرو اگر وہ نیك اور صالح ہے تو پھر تم اسے خیر و بھلائی کی طرف لے جارہے ہو، اور اگر اس کے علاوہ کچھ اور ہے تو پھر تم اپنے کندھوں سے شر کو اتار رہے ہو"

صحیح بخاری و صحیح مسلم، اور یہ سیاق مسلم شریف کا ہے، اور اسے سنن اربعہ نے بھی روایت کیا ہے، اور ترمذی اور احمد اور بیھقی نے کئی ایك طرق سے ابو ہریرہ ہی کی روایت سے صحیح قراردیا ہے.

و ۔ میت کو اسی شہر اورملك میں دفن کریں جہاں وہ فوت ہوا ہے، اور اسے کہیں دوسری جگہ منتقل نہ کریں، کیونکہ یہ جلدی کرنے کے منافی ہے جس کا حکم بھی دیا گیا ہے.

اس لیے کہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا ایك بھائی جب وادی حبشہ میں فوت ہو گیا تو اسے وہاں سے اٹھا لیا گیا تو وہ فرمانے لگیں:

" میں اپنے دل میں نہیں پاتی، یا مجھے افسوس ہے مگر یہی خواہش تھی کہ اسے اس کی جگہ ہی دفن کر دیا جاتا"

اسے بیھقی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے.

امام نووی رحمہ اللہ تعالی " الاذکار" میں کہتے ہیں:

" اور جب وصیت کی جائے کہ اسے دوسرے ملك اور علاقے میں منتقل کیا جائے تواس کی وصیت پوری نہ کی جائے، کیونکہ صحیح اور مختار مذھب کے مطابق جس اکثر علماء قائل بھی ہیں اور محققون نے اس کی صراحت بھی کی ہے کہ ایك علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل کرنا حرام ہے"

ز ۔ ان میں بعض افراد میت کے مال سے اس کا قرض ادا کرنے میں جلدی کریں، اگرچہ اس کا سارا ترکہ ہی قرض کی ادائیگی میں ختم ہو جائے، اور اگر اس نے مال نہ چھوڑا ہو اور قرض ادا کرنا مشکل ہو تو پھر حکومت کے ذمہ ہے کہ وہ اس کا قرض ادا کرے، اور اگر حکومت ادا نہیں کرتی اور بعض اقربا اور رشتہ دار تطوعا ادائیگی کردیں تو جائز ہے.

سعد بن اطول رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

" ان كا بھائى فوت ہو گيا اور اس نے تين سو درہم تركہ ميں چھوڑے اور اپنے پيچھے بچے اور عيال بھى چھوڑے، تو ميں نے يہ درہم ان پر خرچ كرنا چاہے تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے مجھے فرمايا:

" يقينا تمہارا بھائى اپنے قرض ميں جكڑا ہوا اور محبوس ہے، جاؤ جا كر اس كا قرض ادا كرو"

تو ميں نے جا كر اس كا قرض ادا كيا اور پھر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آيا اور عرض كيا:

اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ميں نے اس كا قرض ادا كر ديا ہے صرف دو دينار باقى ہيں جن كا دعوى ايك عورت كر رہى ہے، اور اس كے پاس كوئى دليل نہيں، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اسے دے دو كيونكہ وہ حقدار ہے"

اور ايك روايت ميں ہے: " وہ سچى ہے"

اسے ابن ماجۃ اور احمد اور بيہقى نے روايت كيا ہے، اور اس كى ايك روايت صحيح ہے، اوردوسرى ابن ماجۃ كى سند كى طرح ہے، بوصيرى رحمہ اللہ تعالى نے الزوائد ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

اور سمرۃ بن جندب رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايك نماز جنازہ پڑھايا"

اور ايك روايت ميں ہے كہ:

" جب نماز جنازہ ختم كى تو فرمايا: " كيا فلان خاندان والوں ميں سے كوئى شخص يہاں ہے؟

سب لوگ خاموش رہے، اور جب نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم ان سے ابتداء ميں خود كلام كرتے تو لوگ خاموش رہتے تھے، رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے يہ كئى بار كہا، تين بار كہنے كے باوجود كسى نے جواب نہ ديا، تو ايك شخص كہنے لگا: وہ شخص يہ ہے.

راوى كہتے ہيں كہ وہ شخص اپنى تہہ بند كھينچتا ہوا لوگوں كے پيچھے سے كھڑا ہوا تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

" پہلى دونوں بار تجھے كس چيز نے مجھے جواب دينے سے منع كيا؟ "

ميں تو تمہارے ليے خير و بھلائى كے علاوہ كچھ ذكر نہيں كرتا، فلان شخص (ان ميں سے ايك) اپنے قرض ميں جنت

سے محبوس ہے، اگر تم چاہو تو اسے چھڑا لو اور فدیہ دو، اور اگر تم چاہو تو اسے اللہ تعالی کے عذاب کے سپرد کر دو"

سمرہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اس کے اہل وعیال اور جو اس کا خیال کرتے تھے انہوں نے اس کا قرض ادا کردیا

"حتی کہ کوئی بھی طلب کرنے والا باقی نہ رہے"

اسے ابو داود اور نسائی اور حاکم ، بیہقی، اور طیالسی نے اپنی مسند میں اور اسی طرح احمد نے روایت کیا ہے، بعض نے شعبی عن سمرۃ سے اور بعض نے شعبی اور سمرۃ کے درمیان سمعان بن مشنج کو داخل کر دیا ہے، اور یہ پہلی وجہ سے صحیح اور شیخین کی شرط پر ہے، جیسا کہ حاکم نے کہا ہے اور امام ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے، اور دوسری وجہ کے مطابق صرف صحیح ہے.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ سب مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرمائے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.